امام ابن کثیرؒ (۷۰۱ھ تا ۷۷۴ھ)

از جناب عبد الرشید عراقی صاحب

امام ابن کثیرؒ آٹھویں صدی ہجری کے نامور عالم اور مصنف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات میں فضل و کمال اور جامعیت کے جملہ اوصاف جمع کر دیے تھے۔ تفسیر، حدیث، تاریخ، فقہ، اُصولِ فقہ، ادب، معانی، رجال حتیٰ کہ شعر و سخن میں بھی آپ کو کامل دست گاہ حاصل تھی۔ بلکہ ان میں سے اکثر علوم میں آپ کو تخصص کا درجہ حاصل تھا۔

تعارف | عماد الدین بن اسمٰعیل بن عمر نام، ابو الفداء کنیت، ابن کثیرؒ کے نام سے شہرت پائی۔

۷۰۱ھ میں بصریٰ (شام) کے علاقہ کے ایک گاؤں مجیدل میں پیدا ہوئے۔ ۷۰۳ھ میں والد کے سایۂ عاطفت سے محروم ہو گئے۔ ۷۰۷ھ میں بڑے بھائی کمال الدین عبد الوہاب اُن کو ساتھ لے کر دمشق چلے آئے۔ اور یہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

حصولِ علم | تعلیم کی ابتداء اپنے برادر معظم عبد الوہاب ہی سے کی، جو سرپرست اور مربی تھے۔ بعدہٗ اس زمانے کے دستور کے مطابق تفسیر و حدیث، فقہ و اصول فقہ، ادب و لغت، تاریخ و رجال عربیت اور کلام وغیرہ ہر علم و فن کے امام سے حاصل کی۔

آپ کے اساتذہ و شیوخ میں بڑے بڑے اکابر اساطینِ فن کا نام آتا ہے۔ فقہ میں شیخ برہان الدین الفزاری، ابن السویدیؒ اور قاسم بن عساکرؒ بھی آپ کے اساتذہ میں سے ہیں۔ ان کے علاوہ حافظ ابو الحجاج مزی اور امام ابن تیمیہؒ سے تلمذ خاص تھا۔ اور حافظ مزی کو ان کی دامادی کا شرف بھی حاصل تھا۔ پروفیسر ابو زہرہ مصری مرحوم لکھتے ہیں:-

"اساتذہ میں سب سے زیادہ خصوصیت آپ کو حافظ ابوالحجاج مزی سے تھی۔ دوسرے درجہ پر امام ابن تیمیہؒ سے۔ حافظ مزی نے قابل شاگرد کو اپنی لڑکی کا رشتہ بھی دے دیا تھا۔ مزی چونکہ امام ابن تیمیہؒ کے بہت گرویدہ اور ہم مسلک ہو گئے تھے۔ غالباً اس وجہ سے حافظ ابن کثیرؒ کا امام ابن تیمیہؒ سے تعلق خاطر ہی نہیں، سلسلۂ تلمذ بھی قائم ہو گیا اور خوب فیض حاصل کیا۔ قرأ علی شیخ الاسلام ابن تیمیہ کثیراً ولازمہ واحبہ وانتفع بعلومہ۔ (حیات شیخ الاسلام ابن تیمیہ ص ۷۷)

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی لکھتے ہیں۔" باوجود شافعیؒ ہونے کے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے بڑے گرویدہ اور ان کی عظمت وامامت کے قائل تھے۔ ان سے سلسلۂ تلمذ بھی رہا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں۔ اخذ عن ابن تیمیہ ففتن بحبہ وامتحن بسببہ۔ (تاریخ دعوت وعزیمت جلد ۲ ص ۴۰۸)

اور پروفیسر ابوزہرہ لکھتے ہیں:۔

"حافظ ابن کثیر شافعی المذہب ہونے کے باوجود امام ابن تیمیہ کی تحقیقاتِ عالیہ سے شدید متاثر نظر آتے ہیں۔ مسائل طلاق وغیرہ کئی مسائل میں ابن تیمیہؒ کے ہمنوا تھے، جس کی بنا پر ان کو بھی بلاء ومحن اور لوگوں کی ایذا رسانی سے دوچار ہونا پڑا۔ قاضی ابن شمیہ کا بیان ہے۔ کانت لہ خصوصیۃ بابن تیمیہ ومناضلۃ عنہ واتباع لہ فی کثیر من آرائہ وکان یفتی برایہ فی مسئلۃ الطلاق وامتحن بسبب ذالک۔ (حیات ابن تیمیہ ص ۷۷۰)

فضل وکمال امام صاحب کے علم وفضل کا اعتراف بڑے بڑے اکابرینِ عصر نے کیا ہے۔ چنانچہ آپ کے معاصرین اور بعد میں آنے والے اصحاب سیر، آپ کی جلالتِ شان، علم وفضل اور علوِ مقام کے معترف ہیں۔

امام عبدالحی بن العماد الحنبلی (م ۱۰۸۹ھ) فرماتے ہیں:۔" انتھت الیہ ریاسۃ العلم فی التاریخ والحدیث والتفسیر"۔ [1]

[1] شذرات الذہب جلد ۶ ص ۲۳۱۔

یعنی تاریخ، حدیث اور تفسیر وغیرہ علوم کی ریاست کا آپ پر خاتمہ ہے۔
حافظ ذہبی (م ۷۴۸ھ) کہتے ہیں:
"ھو فقیہٌ متقن ومحدث محقق ومفسرٌ نقادٌ ولہٗ تصانیف مفیدۃٌ"[1] وہ پختہ کار فقیہ، محقق، محدث اور نقاد مفسر ہیں اور مفید تصانیف رکھتے ہیں"۔
امام شوکانیؒ (م ۱۲۵۰ھ) آپ کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں: "برع فی الفقہ والتفسیر والنحو"[2] وہ فقہ، تفسیر اور نحو کے بہت بڑے امام تھے۔
نیز فرماتے ہیں: "امعن النظر فی الرجال والعلل"[3] رجال اور علل حدیث پر اُن کی گہری نظر تھی۔
ابن عماد الحنبلی (م ۱۰۸۹ھ) فرماتے ہیں: "واعرفہم بجرحھا ورجالھا وصحیحھا وسقیمھا وکان اقرانہ وشیوخہ یعترفون لہ بذلک"[4]
(ترجمہ) احادیث کے رجال اور جرح تعدیل اور اُن کی صحت اور عدم صحت کے وہ بڑے واقف کار تھے۔ اور آپ کے معاصرین اور شیوخ تک کو اس بات کا اعتراف تھا۔
حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں: "کان کثیر الاستحضار وسارت تصانیفہٗ فی البلاد فی حیاتہٖ وانتفع بہ الناس بعد وفاتہٖ"[5]
(ترجمہ) بڑے حاضر العلم، کثیر المحفوظات تھے۔ ان کی تصانیف ان کی زندگی ہی میں ملکوں میں پھیل گئی تھیں۔ اور لوگوں نے ان کی وفات کے بعد بھی ان سے فائدہ اٹھایا۔

علمی خدمات

حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ تبلیغ دین کے لیے وقف کر رکھا

---

[1] تذکرۃ الحفاظ۔
[2] البدر الطالع جلد ۱ ص ۱۵۳ [3] ایضاً
[4] شذرات الذہب جلد ۶ ص ۲۳۲
[5] تہذیب التہذیب۔

تھا۔ اس سلسلہ میں آپ نے تقریری اور تحریری دونوں میدانوں میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ ایک مدت تک مسجد امام صالح میں حدیث کا درس دیتے رہے۔ مدرسہ اشرفیہ دمشق میں بھی مدرس رہے۔ علامہ ذہبی کی وفات کے بعد مدرسۃ تنکزیہ میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہا۔

تصانیف حافظ ابن کثیرؒ متعدد بلند پایہ علمی کتابوں کے مصنف ہیں۔ گو تصانیف کی تعداد زیادہ نہیں لیکن جو ہیں وہ نہایت مستند اور منتخب ہیں۔ اور ان سے ان کے کثرت مطالعہ، علم و تبحر اور بالغ نظری کا اندازہ ہوتا ہے۔

آپ کی تصانیف حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ تفسیر ابن کثیرؒ ۲۔ البدایہ والنہایہ ۳۔ نہایۃ البدایۃ ۴۔ جامع المسانید
۵۔ طبقات الشافعیہ ۶۔ تخریج اولۃ التنبیہ ۷۔ تخریج احادیث مختصر ابن حاجب
۸۔ التکمیل فی معرفۃ الثقات والضعفاء والمجاہیل ۹۔ اختصار علوم الحدیث
۱۰۔ المفصول فی اختصار سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ۱۱۔ الاجتہاد فی طلب الجہاد
۱۲۔ کتاب الاحکام ۱۳۔ شرح صحیح بخاری ۱۴۔ فضائل قرآن[1]

یہاں آپ کی صرف دو تصانیف تفسیر ابن کثیرؒ اور البدایہ والنہایہ کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

تفسیر ابن کثیرؒ تفسیر ابن کثیرؒ حضرت امام کی وہ معرکۃ الآراء تصنیف ہے، جس کی وجہ سے آپ کو شہرت دوام ملی۔ یہ آپ کا وہ علمی شاہکار ہے کہ جس کی موجودگی میں اگر آپ کی کوئی دوسری تصنیف نہ بھی ہوتی تو بھی آپ ابن کثیرؒ ہی ہوتے۔ حقیقت میں یہ کتاب آپ کے تبحر علمی وسعتِ مطالعہ اور بالغ نظری کا مکمل ثبوت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کو ہر زمانہ کے علماء نے قدر کی نظر سے دیکھا ہے۔ علامہ سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں " لہ التفسیر الذی لم

[1] تفسیر ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، اختصار علوم الحدیث، المفصول فی اختصار سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم الاجتہاد فی طلب الجہاد شائع ہو چکی ہیں۔ (عراقی)

بؤلف مثلہ" یعنی اس سے اچھی کوئی تفسیر نہیں لکھی گئی۔

امام شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) نے تفسیر ابن کثیر کو بہترین تفسیروں میں شمار کیا ہے۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی لکھتے ہیں:-

"اس تفسیر سے پہلے اہل منقول نے جو تفاسیر لکھیں، ان میں محدثانہ احتیاط اور احادیث کے صحیح انتخاب کی بڑی کمی اور ضعیف احادیث و اسرائیلیات کی بڑی کثرت تھی۔ حافظ ابن کثیر ایک پختہ کار محدث تھے۔ انہوں نے محدثانہ طریق پر یہ تفسیر مرتب کی۔ اگرچہ وہ اس میں بلند محدثانہ معیار کو پورے طور پر قائم نہیں رکھ سکے، جس کی ان سے توقع تھی اور انہوں نے کسی قدر توسع سے کام لیا اور اسرائیلیات کے ایک حصّہ کو قبول کیا۔ مگر اس میں شبہ نہیں کہ موجودہ تفاسیر میں محدثانہ نقطۂ نظر سے یہ تفسیر سب سے زیادہ قابل اعتماد و استفادہ ہے[1]"

پروفیسر ابوزہرہ مصری مرحوم لکھتے ہیں:-

"تفسیر کے دیباچہ کا اکثر حصّہ امام ابن تیمیہؒ کے مقدمہ اُصول تفسیر سے ماخوذ ہے۔ جن کو ساری تفسیر میں ملحوظ رکھا گیا ہے۔ بلکہ اگر یہ سمجھ لیا جائے تو شاید غلط نہ ہو کہ امام ابن تیمیہ کے بیان کردہ قرآن فہمی کی سادہ اور صحیح اُصول کے بڑی حد تک مطابق اگر کوئی پوری تفسیر لکھی گئی ہے تو وہ حافظ ابن کثیر کی تفسیر ہے۔ اس لحاظ سے ابن تیمیہؒ کے تلامذہ میں سے یہ خصوصیت ابن کثیرؒ کے حصّے میں آئی[2]"

برصغیر پاک و ہند کو یہ فخر حاصل ہے کہ یہاں کے ایک عظیم مفسر، بلند پایہ محدث، اور علومِ اسلامیہ کے مجدد محی السنۃ والا جاہ حضرت مولانا سید نواب صدیق حسن خاں قنوجی رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ھ) نے ۱۳۰۰ھ میں بیس ہزار روپے خرچ کر کے یہ کتاب طبع کرا کے

---

[1] تاریخ دعوت و عزیمت جلد ۲ ص ۴۰۸

[2] حیات امام ابن تیمیہؒ ص ۷۷

شائع کی۔ اور اس کو مفت تقسیم کیا[۱] دوسری مرتبہ سلطان عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ (شاہ فہد کے والد محترم) نے علامہ سید رشید رضا مرحوم کی نگرانی میں مطبع المنار مصر سے شائع کرائی۔ اس کے بعد یہ کتاب مصر سے مسلسل چار بڑی جلدوں میں شائع ہوتی رہی ہے۔ ماضی قریب میں اس کا بہت اچھا ایڈیشن سہیل اکیڈمی لاہور نے شائع کیا ہے۔ جو مصر کے ایک اچھے ایڈیشن کا فوٹو ہے۔

تفسیر ابن کثیر کا اردو ترجمہ مشہور اہل حدیث عالم مولانا محمد جونا گڑھی مرحوم ایڈیٹر اخبار محمدی دہلی نے "تفسیر محمدی" کے نام سے کیا، جو دہلی سے تیس پاروں میں شائع ہوا ۱۳۹۴ھ میں ابن کثیر اکیڈمی لاہور نے اس کا فوٹو کاپی شائع کیا ہے۔

کراچی کے مشہور اشاعتی ادارہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب نے تفسیر ابن کثیرؒ کا اردو ایڈیشن شائع کیا ہے۔ مگر اس پر مترجم کا نام نہیں لکھا۔

البدایہ والنہایہ امام ابن کثیرؒ کی دوسری اہم اور مقبول تصنیف البدایہ والنہایہ ہے۔ حجم کے اعتبار سے سب سے زیادہ ضخیم کتاب ہے۔ کتاب کا موضوع تاریخ ہے۔ یہ عرب مؤرخین کے دستور کے مطابق ابتدائے آفرینش سے ۷۶۷ھ تک کے واقعات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب تاریخ اسلامی کا ایک بہت ہی اہم اور قابل اعتماد ماخذ ہے۔

اس کتاب کو سب سے پہلے سعودی عرب کے فرمانروا سلطان عبد العزیز آل سعود (شاہ فہد کے والد محترم) نے ۱۴ جلدوں میں شائع کر کے مفت تقسیم کیا تھا۔ اب دوسرا ایڈیشن بہتر صورت میں چھپا ہے۔

وفات شعبان ۷۷۴ھ میں حافظ ابن کثیرؒ نے وفات پائی اور دمشق کے مشہور مقبرہ الصوفیہ میں دفن ہوئے[۲]

---

[۱] ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات ص ۲۸
[۲] تذکرۃ الحفاظ